قیمت سالانہ ۱۸ روپے
ماہوار ۱½ روپیہ

جلد ۳۵ | ۶ ماہ ظہور ۱۳۲۶ھش | ۱۸ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ | ۶ جولائی ۱۹۴۷ء | نمبر ۱۸۵

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ ماہ ظہور۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۶½ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو گلے میں سوزش کی تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو اسہال کی تکلیف ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

۳ اگست کو محترمہ سیدہ شوکت آراء بیگم صاحبہ دختر میر انعام اللہ شاہ صاحب سیالکوٹی مرحوم کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی۔ موصوفہ کا نکاح سید خالد سعید حسن صاحب پسر سید محمد شریف صاحب سیالکوٹی جو میر انعام اللہ شاہ صاحب کے برادر خورد ہیں عرصہ دو سال ہوا ہو چکا تھا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ
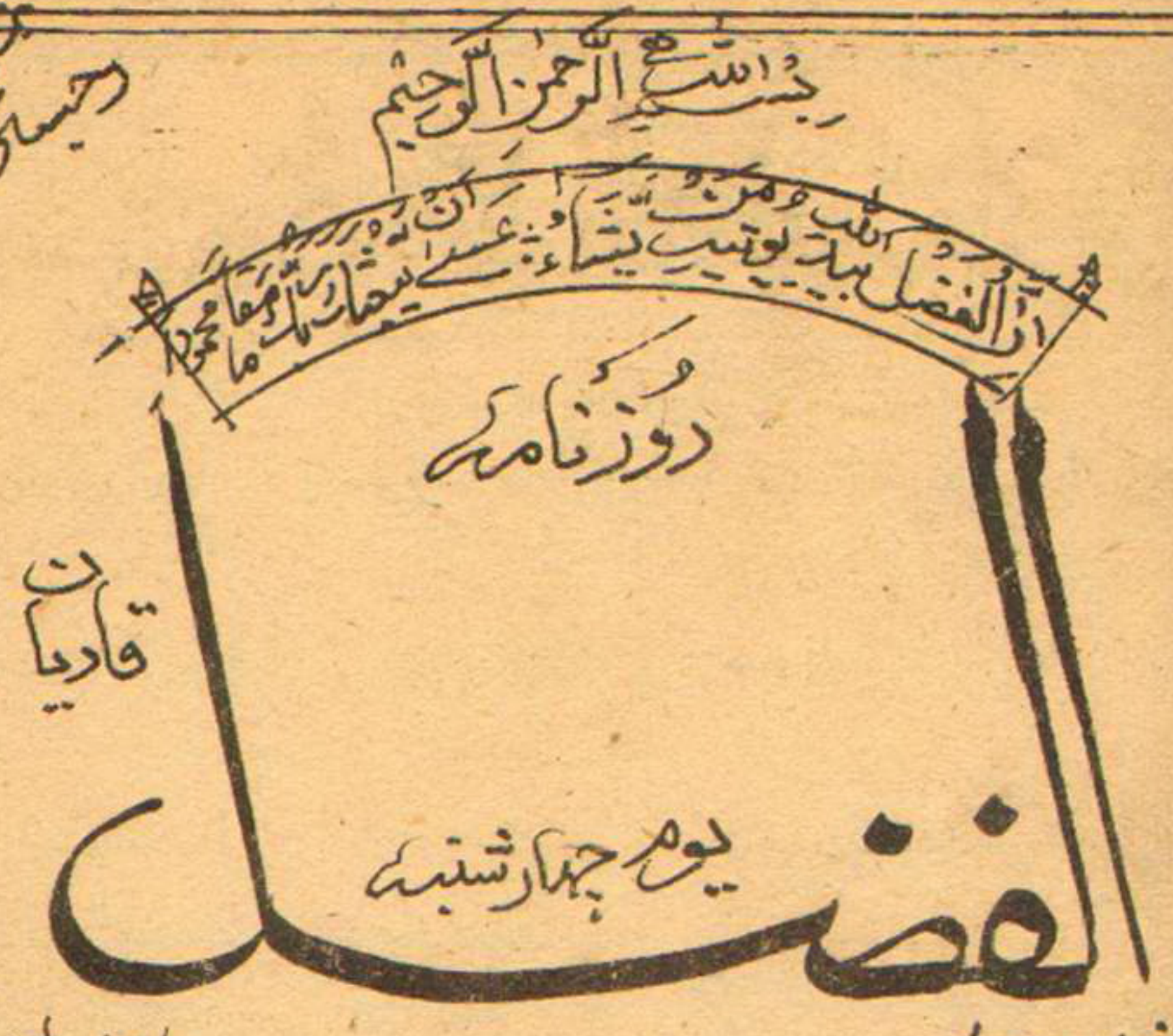
یو۔پی کی کانگرسی حکومت اور مہاسبھا

یو۔پی میں مہاسبھائیوں نے کانگرس گورنمنٹ کے سامنے چند مطالبات پیش کئے ہیں۔ جو تقریباً سارے کے سارے مسلم اقلیت کے خلاف ہیں۔ گورنمنٹ نے ان مطالبات میں سے سوائے دو کے باقی سات یا آٹھ مطالبات تسلیم کر لئے تھے۔ مگر مہاسبھا اس پر راضی نہیں۔ اور اب اس نے جارحانہ اقدام شروع کر دیا ہے۔ کانگرس اور مہاسبھا کے اصولوں میں جو فرق ہے وہ صرف طریق کار کا فرق ہے۔ اور اگر ان دونوں میں اس وقت تصادم ہے تو ارادوں کے اختلاف کی وجہ سے نہیں بلکہ اس وجہ سے ہے۔ کہ مہاسبھا بظاہر ذرا بے صبری سے کام لے رہی ہے۔ اور کانگرس چاہتی ہے۔ کہ یہ کام کسی شاطرانہ طریقہ سے سرانجام دیا جائے۔ اور آہستہ آہستہ مسلم اقلیت کا گلا گھونٹا جائے۔ اور وہ بھی اس طرح سے کہ نہ تو اقلیت آواز نکال سکے۔ اور نہ دنیا کچھ کہہ سکے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ جیسا کہ کانگرس کے گذشتہ طریق کار سے عیاں ہوتا ہے کہ خود کانگرس ہی نے مہاسبھائیوں کو فرقہ وارانہ مطالبات پیش کرنے پر اکسایا ہو تاکہ سانپ بھی مر جائے اور لکڑی بھی نہ ٹوٹے۔ یہی بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ گو کانگرس کاغذی اصولوں کے مطابق ایک غیر فرقہ وارانہ جماعت بنتی ہے۔ لیکن اس کے سرآوردہ لیڈروں کا ڈھانچہ بھی اسی مٹی کا ہے جس سے مہاسبھائیوں کی تعمیر ہوئی ہے۔ اس لئے ظاہر داری کو قائم بھی رکھنا چاہتی ہے۔ اور عملاً وہی کرتی ہے جو اس کی فطرت کا مہاسبھائی پہلو اس سے کرانا چاہتا ہے۔ اس غرض کے لئے اس نے اپنے کئی رخ اختیار کر رکھے ہیں۔ اصل میں کانگرس۔ مہاسبھا سوشلسٹ پارٹی گاندھی جی وغیرہ وغیرہ لنکا کے راون کی طرح ایک ہی دھڑ کے کئی سر ہیں۔ جو دیکھنے والے کو تو علیحدہ علیحدہ نظر آتے ہیں۔ مگر سب کے پیش نظر ایک ہی غرض و غائت ہے اور وہ یہ کہ ہندوستان میں اونچ جاتی سرمایہ داری نظام ازسرنو قائم کیا جائے۔ اور تمام اقلیتوں کو خاصکر اچھوتوں اور مسلمانوں کو ایسا دبا دیا جائے۔ کہ وہ پھر سر نہ اٹھا سکیں۔ اور ہمیشہ کے لئے اونچ جاتیوں کے غلام بن جائیں۔

اس مدعا کو حاصل کرنے کے لئے کانگرس نے بڑی ہوشیاری سے اچھوتوں اور مسلمانوں کو پھاڑ دیا ہے تاکہ وہ متحد ہو کر کوئی رخنہ اندازی نہ کر سکیں۔ اس لئے جہاں ملازمتوں کی تقسیم میں قابلیت کا اصول اور انتخاب میں مخلوط انتخاب جاری کیا گیا ہے۔ وہاں اچھوتوں کے لئے دس فیصدی کی رعائت بھی رکھ دی گئی ہے۔

پھر ایک عجیب چالاکی یہ بھی کی گئی ہے کہ حالانکہ آئین ساز اسمبلی میں کانگرسی لیڈروں ہی کی موثر اکثریت ہے۔ ایک طرف تو کانگرس ہائی کمان نے ہندوستانی زبان کو حکومت کی زبان بنانے کی سفارش کی۔ مگر اسی اسمبلی نے ہندی زبان کو چنا ہے یہ اس قدر بین ریاکاری ہے۔ کہ شائد دنیا کی تمام سیاسی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں مل سکے گی۔ در اصل بات یہ ہے کہ کانگرس نے نہ صرف مغربی سیاست کی تمام عیارانہ چالیں اپنائی ہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ اونچ جاتیوں کی تنگ نظری بھی اپنا کام کر رہی ہے۔

اب جو بیان مسٹر پنت نے مہاسبھائی شورش کے متعلق دیا ہے۔ وہ نہائت دلآویز ہے۔ مگر اس کی تمام دلآویزی اس وقت رفو چکر ہو جاتی ہے۔ جب اس تمام گفتگو کو زیر نظر لایا جائے۔ جو یو۔پی گورنمنٹ اور مہاسبھائی ڈکٹیٹر کے درمیان ہوئی ہے۔ اس گفتگو سے صاف عیاں ہے۔ کہ آج نہیں تو کل ضرور کانگرس مہاسبھا کے سامنے ہتھیار رکھ دے گی۔ ابھی چونکہ اقتدار کا انتقال مکمل نہیں ہوا۔ یہ مناسب خیال کیا گیا ہے کہ مہاسبھا کے برخلاف محض دکھاوے کے لئے سختی سے کام لیا جاوے۔ کیونکہ اگر اب کانگرس مہاسبھا کے فرقہ وارانہ مطالبات من وعن منظور کرے۔ تو اندیشہ ہے کہ انتقال اقتدار کی کارروائیوں پر گھناؤنا پرچھائیں نہ پڑے۔

پنڈت پنت نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے "ہندو مہاسبھا کے تمام مطالبات بے ہودہ ہیں۔ ہماری حکومت میں سب شہریوں کے حقوق برابر رہیں گے۔ اور ہم کبھی بھی کسی کی مذہبی آزادی میں روک پیدا نہیں کریں گے"۔

یہ الفاظ نہائت شاندار ہیں مگر ہمیں ان پر اس لئے یقین نہیں آتا۔ کہ گذشتہ معاملات میں اس سے بھی زیادہ شاندار الفاظ مختلف کانگرسی لیڈروں نے وقتاً فوقتاً کہے مگر عمل ہمیشہ اس کے خلاف کیا۔ بلکہ کانگرس ہمیشہ کہتی تو یہی رہی ہے۔ اور اسی وجہ سے مسٹر جناح جیسے انسان بھی اس کے دام فریب میں سالوں گرفتار رہ چکے ہیں مگر اس کے قول و فعل

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی
بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپایا اور دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ

(از جناب شیخ محمد احمد صاحب مظہر کپورتھلوی)

حق شناساں مرگِ خود را پیشوائی مے کنند
پیش از مُردن ہمہ میرند اندر کوئے دوست
ہم بدستِ خویشتن مے شویند نعشِ خویش را
ہم بدوشِ خویشتن تابوتِ خود را مے برند
بہرِ جاناں سوز یاں از نقدِ جاں مے آورند
تا دمِ آخر ہمانا از پئے رضوانِ یار
بردلِ اہلِ جہاں از معجزِ اخلاقِ خود

در لباسِ حق پرستی حق نمائی مے کنند
چارہ سازی از پئے دردِ جدائی مے کنند
تا نہ پنداری کہ ایں جا دیر پائی مے کنند
مے کنند ایں کار و با صد خوش ادائی مے کنند
احترامِ رسم و راہِ آشنائی مے کنند
کوششِ مشکور و جہدِ ارتقائی مے کنند
بندگانِ حضرتِ او پادشائی مے کنند

میرِ اسمٰعیل رضؓ خود ایں استقامت ہا نمود
استقامت ہا نے گویم کرامت ہا نمود

نامہ را نامی نمودے کلکِ عنبر بارِ او
شاعرِ شیوا بیان و عارفِ شب زندہ دار
کامگار اندر طبابت نامور اندر کرم
از سرِ صدق و صفا و ز روئے اخلاص و وفا
بوالعجب تاثیر دارد گفتگوئے باعمل
از جوابش معترض حیران و ششدر آمدے
از رموزِ علمِ قرآں و ز نکاتِ معرفت
با زبان و خامہ و با نامہ و پیغام ہم
علم و فہم و ذکر و فکر و طاقت و فن و ہنر
جادۂ عشق و محبت آنچناں میکرد طے
خویشتن را سر بسر با حق تعالےٰ در سپرد

بود عشقِ احمدیت مایۂ افکارِ او
جز خدا جوئی نبودہ ہیچ شئے در کارِ او
علمے سیراب شد از فیضِ دریا بارِ او
لحظہ لحظہ بر زباں ہا میرود اذکارِ او
بزم را سرشار کردے نشۂ سرشارِ او
بسکہ بودے مثبتِ گفتارِ او کردارِ او
دوستاں را یاد آید لذتِ گفتارِ او
کار دیں میکرد پیہم جذبۂ ایثارِ او
بود وقفِ احمدیت اندک و بسیارِ او
صبح بہتر بودے از شب پار از پیرارِ او
جلوۂ حق آشکارا بود از دیدارِ او

ہمچناں در قربتِ محبوب شد تربت گزیں
آرزوئے آفرینش بس ہمیں بود و ہمیں

دل بکوئے دلبرے دیوانہ شد اے ہمنشیں
آشنائی در میانِ جان و تن افتادہ بود

از دمش آباد ہر ویرانہ شد اے ہمنشیں
تن زجان و جاں زتن بیگانہ شد اے ہمنشیں

در محبت مے نداند سوختن از ساختن
بے خطر در شعلۂ شمعِ حرم خود را فگند

ایں سعادت قسمتِ پروانہ شد اے ہمنشیں
ہم زجاں پروانہ را پروا نہ شد اے ہمنشیں

خویشتن را سرمۂ چشمِ بصیرت ساختہ
سالکاں را نقشِ پایش گشتہ منہاج الوصول

خاکئی خاکِ درِ میخانہ شد اے ہمنشیں
عارفاں را سیر نقشِ پیمانہ شد اے ہمنشیں

پرتوِ عشق و محبت ذرہ را خورشید کرد
مدعا و منتہائے زندگی ایں بود و بس

قطرہ از وے گوہرِ یکدانہ شد اے ہمنشیں
جاں فدائے حضرتِ جانانہ شد اے ہمنشیں

ربنا یا ربنا دلدادہ ات دلشاد باد
تا ابد اندر جوارِ رحمتت آباد باد

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق کچھ اور

(از جناب حضرت مولوی شیر علی صاحب)

بندہ نے اپنے گذشتہ نوٹ میں حضرت میر محمد اسماعیل صاحب کے ان احسانات کا قدرے ذکر کیا تھا جو وہ بطور ہمسایہ کے ہمارے ساتھ کرتے رہتے تھے۔ ان کے حسنِ سلوک کا کسی قدر اندازہ ناظرین ان الفاظ سے بھی کر سکتے ہیں۔ جو ان کی وفات پر بندہ کے لڑکے عزیز عبدالرحیم سلمہٗ ربہٗ نے ڈلہوزی سے اپنے خط میں مجھے لکھے۔ اور جن کو میں ذیل میں نقل کرتا ہوں۔

"چند دنوں سے طبیعت کچھ خراب ہے۔ ...... در اصل حضرت میر صاحب کی وفات کا سخت صدمہ محسوس ہوا ہے۔ جب خیال آتا ہے کہ اب قادیان جاکر حضرت میر صاحب سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ تو اس وقت جو قلبی کیفیت ہوتی ہے۔ اس کو بیان کرنے سے قلم اور زبان قاصر ہیں۔ ایک حد درجہ کا اضطرار اور بے چینی سی پیدا ہوتی ہے۔ میری زندگی کے تجربات کی بنیاد اور روحانی و جسمانی تربیت کا باعث وہی نیک صفات اور بزرگ ہمسایہ تھا۔ ...... پیاری والدہ کے وفات کے صدمہ کو اور پھر محمودہ مرحومہ کے صدمہ کو بھلانے کا باعث اور قلبی تسکین پانے کا باعث وہی مشفق اور مہربان ہمسایہ تھا۔ اس کی صحبت سے میں نے بے شمار فوائد حاصل کئے۔ غرضیکہ ان تمام باتوں کو یاد کرکے ایسا محسوس ہوتا ہے۔ جیسے کہ زندگی کا لطف ہی نہیں رہا۔ اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت میر صاحب کو جنت الفردوس کے اعلیٰ مقام میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔"

میرے لڑکے عبدالرحیم کا بیان ہے۔ کہ وہ اپنی بیماری کے متعلق بڑے بڑے قابل ڈاکٹروں سے ملا۔ اور جو باتیں انہوں نے بڑی تحقیق کے بعد اور بڑے غور و خوض کے بعد بتائیں حضرت میر صاحب مرحوم اپنی سرسری باتوں میں بتادیا کرتے تھے۔

حضرت میر صاحب اپنے فن میں نہ صرف علمی حیثیت میں یکتا تھے بلکہ اپنے فن کے عملی پہلو میں بھی یعنی عمل جراحی میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔ اور دونوں پہلوؤں میں وہ اپنے ہمعصروں پر سبقت لے گئے تھے۔ چنانچہ پنجاب کی ایک سالانہ رپورٹ میں دو ڈاکٹروں میں سے سب سے زیادہ کامیاب تھے۔ ان میں سے ایک حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کا نام تھا۔ اس قابلیت کے ساتھ جو دوسری خوبیاں اور فضیلتیں اور کمال اللہ تعالےٰ نے حضرت میر صاحب مرحوم کو عطا کئے تھے۔ ان کا تو شمار ہی نہیں۔

حضرت میر صاحب مرحوم کی وفات سے چند روز پہلے بندہ حضرت مفتی صاحب اور ڈاکٹر غلام غوث صاحب کے ہمراہ ان کی عیادت کے لئے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ کو اپنی بیماری کی وجہ سے بہت تکلیف تھی۔ اس وقت جو الفاظ آپ نے فرمائے۔ وہ یہ تھے سہولت اور خوشی

خاص طور پر دعائیں کی جائیں

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کا تازہ ارشاد

قادیان ۵ ر اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے آج بعد نماز مغرب اعلان فرمایا کہ حد بندی کمیشن کے فیصلہ کا اعلان عنقریب ہونے والا ہے۔ احباب کو دعائیں کرنی چاہئیں کہ یہ فیصلہ ہمارے لئے بہتری اور ترقی کا موجب ہو۔ حضور نے ۱۱ اگست تک خاص طور پر دعائیں کرنے کی تاکید فرمائی۔ کیونکہ ۸۔۹۔۱۰ اگست کو مختلف پارٹیوں کے نمائندوں نے صدر کمیشن کے سامنے اپنا اپنا نقطہ نگاہ واضح کرنا ہے۔ اور ۱۱ اگست تک صدر نے اپنا فیصلہ لکھنا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں خاص طور پر دعائیں کریں۔ (مفصل پھر)

اذکروا موتاکم بالخیر

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب

از ابو البرکات جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی

انسانی حیات کا مقصد

قومیں افراد کا مجموعہ ہوتی ہیں۔ اور دنیوی نسلوں کے سلسلہ کے مقابل دینی اور روحانی نسلوں کا سلسلہ بھی قائمقامی میں چلتا رہتا ہے۔ دنیوی نسلیں صرف ظاہری اور جسمانی پہلو کی حفاظت کو ملحوظ رکھتی ہیں۔ لیکن دینی اور روحانی نسلیں دینی اور روحانی سلسلہ کا بقا چاہتی ہیں۔ جس سے جسمانی اور دنیوی پہلو کی حفاظت بھی ضمناً حاصل ہو جاتی ہے۔ خدا کے نبیوں اور رسولوں کے سلسلے اصل مقصد حیات انسانی کو قائم رکھنے کے لئے قائم کئے جاتے ہیں۔ اور بہترین نسل وہی ہو سکتی ہے۔ جو انسانی حیات کے اعلےٰ مقصد کے حصول کو اپنا مقصد بناتی۔ اور اس کا نمونہ دنیا میں نسلاً بعد نسل قائم کرنے کے لئے ہر ممکن سعی اور تدبیر عمل میں لاتی ہے اور اپنی قائمقامی میں عند الارتحال و انتقال ہزاروں نمونے پیچھے چھوڑتی ہے۔ جو دنیا میں حاملان امانت کے طور پر اس کی صحیح معنوں میں جانشینی کرنے والے ہوتے ہیں چنانچہ اس کا کامل اور عظیم الشان نمونہ خدا کے نبیوں اور رسولوں اور ان کے خلفائے راشدین مہدیین میں پایا جاتا ہے جن کی برکات کا ایک لمبا سلسلہ نسلاً بعد نسل دور تک چلا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض صحابہ کرام اور اولیاء عظام اور ربانی علماء اس پاک امانت اور اعلےٰ مقصد حیات کے نمونے اور حامل ہوتے ہیں۔ انسانی حیات کا اعلےٰ مقصد حسب ارشاد باری تعالےٰ بلیٰ من اسلم وجھہ للہ وھو محسن دو ہی امر ہیں ایک اللہ تعالےٰ کی کامل اطاعت سے عبد مسلم بننا دوسرا اللہ تعالےٰ کی مخلوق کی کامل شفقت سے عبد محسن بننا اور پھر عبد مسلم اور عبد محسن بننے کے بعد فلھم اجرھم عند ربھم فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون کے ارشاد کے رو سے اس اجر کا حاصل ہونا کہ ایک طرف ذاتی طور پر ہر نسل خوف و حزن کی تشویشناک حالتوں سے محفوظ اور مطمئن ہو سکے۔ دوسرے بعد الموت دنیا میں اس کا پاک نمونہ ضائع ہونے سے محفوظ رہے۔ یعنی اس کے پاک نمونہ کے کئی حامل وجود جسمانی نسل کے لحاظ سے یا روحانی نسل کے لحاظ سے دنیا میں اسکی قائمقامی کرنے والے پائے جائیں۔

عبد مسلم اور عبد محسن کا بہترین نمونہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے وجود باجود میں دونوں طرح کے نمونے اس اعلےٰ مقصد حیات کے شایان اعلیٰ نمایاں طور پر پائے جاتے تھے۔ اللہ تعالےٰ کی اطاعت اور عبادات اور معرفت کے لحاظ سے آپ کے اندر عبد مسلم کا بہترین نمونہ پایا جاتا تھا۔ اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق کی شفقت کے رو سے آپ کی ڈاکٹری معالجات کا فن جو انواع و اقسام کے مریضوں اور بیماروں کے علاج کے طور پر شب و روز مسلسل فائدہ بخش ہوتا رہتا۔ شفقت علیٰ خلق اللہ کے معنوں میں احسانات کا ایک وسیع سلسلہ تھا۔ جس کے رو سے آپ کا عبد محسن ہونا نمایاں شان رکھتا تھا چنانچہ جس جس علاقہ میں بھی آپ نے اپنے اوقات گرامی کو گزارا۔ وہاں کے بیمار اور تیمار دار اب تک آپ کے حد درجہ مداح پائے جاتے ہیں۔ اور حدیث نبوی کے رو سے علاوہ اور لوگوں کے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خصوصیت کے ساتھ آپکا مداح ہونا علاوہ برکات وصیت کے بیان فرمودہ علامات کے یہ بھی آپ کے جنتی ہونے کی ایک بیّن علامت ہے۔ بعض صحابہ اور بزرگان سلسلہ نے اپنے اپنے تاثرات کا اپنے اپنے رنگ میں حالات پیش آمدہ اور معاملات متعارفہ کا اظہار فرمایا ہے۔ خاکسار بھی ان سب بیانات ذکر فرمودہ کے متعلق علیٰ وجہ البصیرت ان جملہ محاسن و محامد کا جو حضرت میر صاحب کی نسبت بیان کئے گئے ہیں دلی وثوق کے ساتھ معتقد اور ہمنوا ہے۔ بلکہ بعض خاص مواقع پر جو بعض حسنات کا نمونہ آپ سے ظاہر ہوا ان کا اب تک میرے دل اور دماغ پر گہرا اثر ہے۔ اور جب بھی یاد آتا ہے قلب ابھی تازہ لطف و حظ محسوس کرتا ہے۔

دو ایک کا بطور نمونہ ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے یہ خاکسار جو اپنے قلبی احساس کی کیفیت سے اپنے تئیں یہی سمجھتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذیل کا منظوم کلام شائد میری حقیر ہستی کا نقشہ ہی اپنے اندر رکھتا ہے۔ جو یہ ہے ؎

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

باوجود میری اس ناچیزگی اور ہیچ مرزگی کے حضرت میر صاحب کا یہ حال تھا۔ کہ جب بھی مجھے ملتے۔ مجھے تو بجائے خود ایسا ہی معلوم اور محسوس ہونا چاہیئے تھا۔ کہ مجھے میرے پیارے اور سلسلہ کے پیارے اور پیاری احمدی قوم کے پیارے میرے پیارے روحانی ماموں اور مقدس ماموں اور روحانیت کبریٰ کے عظیم الشان نمونہ کے ماموں ملنے پر عید ہاں روحانی عید کی سی بے انتہا مسرت حاصل ہوتی لیکن میری حیرت اور تعجب کی حد نہ تھی۔ کہ حضرت میر صاحب کو جو میرے جیسے ناچیز کے ملنے پر خوشی اور مسرت محسوس ہونے لگتی۔ یہ کس بناء پر تھی۔ یہ بات غالباً اسی بناء پر تھی کہ جس بناء پر قیس کی نگاہ محبت میں کوئے لیلےٰ کے سگ کی عزت تھی۔

بے تکلفانہ محبت

ایک دفعہ کسی اتفاقی تقریب پر خاکسار آپ کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ جب آپ کو معلوم ہوا کہ خاکسار ملنے کے لئے آیا ہے تو سر برہنہ جس حالت میں تھے فوراً باہر تشریف لائے۔ اور دیکھ کر بے حد مسرت محسوس کرتے ہوئے ملے۔ اور ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے۔ میں نے اندر جانے کے وقت عرض کیا۔ کہ اندر پردہ کا انتظام کر لیا گیا ہے فرمانے لگے انتظام ہی انتظام ہے آپ بے دھڑک بطیب خاطر اندر تشریف لے چلئے۔ خاکسار کو کرسی پر بیٹھنے کے لئے فرمایا خاکسار نے عرض کیا

منہ از بہر ما کرسی کہ ماموریم خدمت را

پر تبسم لب و خندہ مسرت فرمایا کہ اس موقعہ کے لئے یہ کلام ہمارے لئے موزوں ہے نہ کہ آپ کے لئے۔ یعنی اس وقت ہمارے لئے خدمت کرنے کا موقعہ ہے نہ کہ آپ کے لئے۔ پھر جب خاکسار بیٹھا تو میں نے عرض کیا۔ کہ آنجناب کے اوقات گرامی کا میں کہیں حارج تو نہ بن جاؤں فرمانے لگے آجکل میری طبیعت ایسی واقع ہوئی ہے۔ کہ لوگوں کی ملاقات سے مجھے حد درجہ کا انقباض محسوس ہوتا ہے۔ مگر آپ کے لئے حد درجہ کا انشراح محسوس کرتا ہوں۔ آپ جب بھی چاہیں تشریف لائیں۔ آپ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی ہیں۔ پھر حضور کے عاشق ہیں عارف ہیں۔ قرآن کریم کے حقائق و معارف سے آگاہ ہیں۔ آپ کی ملاقات تو باعث انشراح صدر ہے۔ اور آپ کی ملاقات پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا قرآن کریم کی کسی آیت کے متعلق تذکرہ شروع ہو گا اور خوب لطف آئے گا۔ پھر فرمایا میں آپ کو مبارکباد بھی کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے عرض کیا کس بات کے متعلق فرمانے لگے میرا لڑکا اور آپ کا لڑکا برکات احمد دونوں لاہور میں ایک ہی ہوسٹل میں رہتے ہیں۔ وہاں اور بھی بہت سے لڑکے رہتے ہیں۔ میں نے اپنے لڑکے سے دریافت کیا۔ کہ سب لڑکوں سے تمہارے نزدیک زیادہ نیک لڑکا کون سا ہے تو میرے لڑکے نے مجھے بتایا کہ برکات احمد جو مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا لڑکا ہے وہ بہت ہی صالح اور نیک ہے۔ نماز باجماعت ادا کرتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس دیتا ہے تہجد خوان ہے اور بہت ہی اچھے اخلاق رکھتا ہے۔ اس لئے میں آپکو مبارکباد کہتا ہوں۔ اچھی اولاد بھی خدا تعالےٰ کی نعمت ہوتی ہے۔ کچھ وقت بیٹھنے کے بعد اجازت چاہی۔ فرمانے لگے دل تو نہیں چاہتا کہ آپ جائیں لیکن اس لئے کہ آپکا کوئی حرج نہ ہو اجازت دینے پر مجبوری ہے۔ پھر مجھے دروازہ کے باہر تک [illegible] کی مشایعت کر کے [illegible]

قرآن کریم سے عشق

اسی طرح جب خاکسار بحکم حضرت اقدس سیدنا المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ بمعیت عزیز مکرم و محترم عزیزی شیخ محمود احمد صاحب عرفانی رضی اللہ عنہ وارفتہ مالابار میں تبلیغی سلسلہ میں گیا اور ۶ ماہ تک وہاں کام کرتا رہا۔ آخر ایک دنبل کی وجہ سے جو مہلک معلوم ہوتا تھا۔ بخار شروع ہو گیا۔ جب اس کا اپریشن کرایا گیا۔ تو ڈاکٹروں نے بتایا۔ کہ یہ پھوڑا اور بخار خطرات سے خالی نہیں۔ حضرت اقدس کو عزیز شیخ صاحب موصوف نے تار دیا کہ مولوی صاحب کی حالت نازک ہو رہی ہے۔ حضور نے جواب میں تار دیا۔ کہ مولوی صاحب کو مدراس کے ہسپتال میں داخل کیا جائے۔ جب مدراس آئے تو وہاں کا ڈاکٹر جو نیا نیا امریکہ سے آیا تھا۔ اور پادری بھی تھا۔ اس نے کہا کہ میں علاج کے کمرہ کے اندر مریض کے سوا کسی اور کو اس کے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ اس کے متعلق پھر عزیز موصوف نے حضرت اقدس کو تار دیا۔ حضور نے فرمایا۔ یہ شخص پادری ہے اور ممکن ہے تعصب سے اچھی طرح علاج نہ کرے۔ یا اسکی کوتاہی سے کوئی نقصان پہنچے۔ اس لئے بہتر ہے کہ مولوی صاحب پانی پت میں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کے پاس لائے جائیں۔ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں مدراس اور بمبئی سے ہوتے ہوئے ہم دونوں پانی پت پہنچ گئے۔ جب حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ہمیں ملے۔ تو بے حد شفقت اور محبت کے جذبات کے احساس کے ساتھ ملے۔ پھوڑا ملاحظہ فرمایا۔ اور بعد ملاحظہ فرمانے لگے۔ اپریشن کرنے والا ڈاکٹر تو بہت قابل معلوم ہوتا ہے۔ اپریشن بہت اچھا کیا ہے۔ لیکن چونکہ پھوڑے نے پیشاب کی نالی کا کچھ حصہ نیچے سے مقعد اور فوطوں کے درمیان کھا لیا ہے۔ اس لئے پیشاب بجائے اصل راہ کے اسی زخم سے نکل جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس زخم کا اندمال کسی دوا سے تو مشکل ہے۔ پیشاب اسی طرح زخم کی جگہ سے ہی نکلا کریگا۔ سواری کے جانوروں کے ذریعے سفر نہ کیا جائے۔ ایسا ہی اور کئی چیزوں سے احتیاط کرنے کے متعلق ہدایت فرمائی۔

ہر روز بہت ہی بڑی شفقت فرماتے۔ اور ہر ممکن ہمدردی کا سلوک فرماتے رہتے۔ جب دوسرا تیسرا دن ہوا۔ تو مجھے بخار سے کچھ افاقہ ہوا۔ فرمانے لگے۔ آپ ہمارے زیر علاج لائے گئے ہیں۔ تو آپ سے ہم نے فیس بھی تو لینی ہے۔ میں نے خوشی سے عرض کیا۔ فرمائیے آپ کی کیا فیس ہو گی۔ جتنی بھی ہو فرما دیں۔ فرمانے لگے۔ یہ مادی قسم کی فیسیں تھکتی نہیں ہو سکتیں ہم تو ایک ان مادی چیزوں سے بلند پایہ چیز فیس میں لینا چاہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ آپ فرما دیں۔ حسب استطاعت دریغ نہیں ہو سکے گا۔ فرمانے لگے اور خندہ پیشانی اور بہ لب متبسم فرمانے لگے قرآن کریم کا ایک رکوع جہاں سے ہم چاہیں اس کا درس آپ ہمیں سنا دیا کریں۔ میں نے عرض کیا گویا کس کی اور گٹھنے کس کے۔ ہم کیا اور جو کچھ ہمارے پاس ہے یہ سب حضور ہی کا تو ہے۔ بڑی خوشی سے اس خدمت کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ بیس دن کے قریب حضرت محترم کی فرحت زا اور مسرت افزا صحبت اقدس کا لطف حاصل کیا۔ آپ روزانہ درس سنتے اور خود بھی لطائف فرماتے۔ جن کا لطف اب تک نہیں بھولا۔

اخلاق حسنہ کا ایک لطیف نمونہ

ہاں جب ہمیں مرکز سے حضرت اقدس کی طرف سے تار ملا۔ کہ قادیان پہنچ جاؤ۔ تو جب اسٹیشن پر گاڑی میں سوار ہونے کے لئے آئے۔ تو حضرت میر صاحب اشکبار آنکھوں کے ساتھ دوڑتے ہوئے آئے۔ ہمارا ٹکٹ خود لیکر دیا۔ اور مجھے ایک کاغذ میں لپٹی ہوئی چیز دی۔ جس پر کئی تہیں کاغذات کی تہ بتہ لپٹی ہوئی تھیں۔ جب گاڑی پر سوار کرا کر رخصت ہونے لگے۔ تو وہ لپٹی ہوئی چیز میرے ہاتھ میں دے کر فرمانے لگے۔ دو اسٹیشنوں کے بعد جا کر اس چیز کو کھول کر دیکھ لینا۔ جب میں نے کئی اسٹیشنوں کے بعد اس چیز کو دیکھا۔ تو اس میں بیس روپے کی رقم تھی۔ اور ایک کاغذ تھا۔ جس پر لکھا تھا کہ آپ چونکہ ایک عرصہ کے بعد باہر سے گھر جا رہے ہیں۔ میری طرف سے بال بچوں کے لئے کوئی پھل وغیرہ چیز لے جانا۔ تا بچوں کو آپ ملیں۔ تو خالی ہاتھ نہ ملیں۔ جس طرح بچوں کو محسوس ہوتا ہے۔ کہ ہمارا ابا خالی ہاتھ ہمیں آکر ملا۔ ہو سکتا ہے کہ کسی کو یہ بات معمولی معلوم ہو۔ لیکن میرے قلب پر آپ کے ان اخلاق حسنہ کے گہرے نقوش ہیں۔ جو کالنقش فی الحجر کی طرح منقوش ہیں۔ اور بھول نہیں سکتے۔

ایک دفعہ رمضان کے درس میں جبکہ میرا بھی درس ایک عشرہ کے لئے مقرر کیا جاتا تھا۔ بعد فراغ از درس بعض احباب نے آیت فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا کے معنے دریافت کئے۔ اس موقع پر حضرت میر صاحب مرحوم بھی چند قدموں کے فاصلہ پر میرے جواب کو سنتے رہے۔ بعد میں سنکر فرمایا۔ آج تو اس آیت کی تفسیر نہایت ہی لطیف طور پر سننے میں آئی ہے۔ اور بہت بڑا لطف آیا ہے۔ آپ قرآنی حقائق اور لطائف سے خاص طور پر لطف اندوز ہوا کرتے تھے۔ اور مجھ سے زیادہ تر آپ کی محبت قرآن کریم کی وجہ سے ہی تھی۔ گو آپ میرے محبوبوں میں سے ایک محبوب ہستی تھے۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ خدا تعالےٰ کے پیارے بندوں کی نظر محبت و نگاہ شفقت کبھی نہ کبھی مجھ جیسے غریب اور حقیر پر بھی پڑ جایا کرتی ہے

احب الصالحین ولست منہم
لعل اللہ یرزقنی صلاحا

قرآنی حقائق کا فہم دقیق آپ کو عطا کیا گیا تھا۔ آپ قرآنی معارف کے غواص تھے۔ اور آپ کا فہم رسا دقائق کی گہرائیوں میں دور تک نکل جاتا تھا۔

حضرت میر صاحب کے متعلق ایک الٰہی بشارت

روحانی تعلقات کے لحاظ سے بھی مجھے آپ سے ایک گہرا تعلق تھا۔ جس کا ثبوت ذیل کے ایک واقعہ سے بھی ملتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ خاکسار کو دو ہفتہ سے کچھ زائد عرصہ تک درد گردہ کا شدید دورہ رہا۔ جس کا سلسلہ کسی قدر اب بھی چلا جا رہا ہے۔ ہاں نسبتاً آج کل کچھ افاقہ ہی ہے۔ اور یہ مضمون بھی بحالت علالت ہی لکھا جا رہا ہے۔ ۱۲ - ۱۳ر جولائی کی درمیانی شب کو بوجہ شدید دورہ درد گردہ کے میں سو نہ سکا۔ اور شدت درد کے باعث آنکھ نہ لگی۔

اسی سلسلہ میں مجھ پر اچانک ایک ربودگی اور غنودگی کی کیفیت طاری ہوئی۔ اس وقت مجھے ایسا معلوم ہوا۔ کہ میرے کانوں کے بالکل قریب ہو کر کوئی کلام کرنے لگا ہے۔ نہایت فصیح اور مؤثر لہجہ میں کلام کا طرز ہے اسی وقت مجھے یہی محسوس کرایا جا رہا تھا۔ کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آواز ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے نہایت ہی حلم اور رحم کے پیرایہ میں یوں کلام فرمایا:۔

"میر محمد اسماعیل ہمارے پیارے ہیں۔ ان کے علاج کی طرف فکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ ہم خود ہی ان کا علاج ہیں۔"

حضرت میر صاحب ۱۲-۱۳ر جولائی کی درمیانی شب کو جبکہ خدا تعالےٰ کا یہ الہامی کلام مجھ پر نازل ہوا۔ ابھی زندہ تھے۔ اور زندگی کے آخری اوقات کی منزل طے کر رہے تھے۔ مجھے شدید درد کی حالت میں ایسا الہامی کلام حضرت میر صاحب کے ساتھ روحانی تعلق کی بناء پر ہوا۔ جس میں حضرت میر صاحب کے متعلق کئی ایک بشارات کا انکشاف مجھ پر ہوا۔ مبشرات کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جو مومن خود دیکھے۔ یا مومن کے لئے دوسرے کو دکھایا جائے۔

اس مبشرہ میں ایک امر تو حضرت میر صاحب کے لئے بطور بشارت یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنا پیارا اور محبوب قرار دیا ہے۔ دوسرے حضرت میر صاحب طبی اور ڈاکٹری علاج سے بالا اپنے لئے علاج کے خواہاں معلوم ہوتے تھے۔ جس کے جواب میں خدا تعالیٰ نے دوسرے علاجوں سے ان کے استغناء کا اظہار فرما کر اس اصل علاج کا ذکر فرما دیا۔ جس کی طبعی طور پر بلحاظ جذبات محبت و ذوق فطرت ان کو شدید خواہش تھی۔ اور وہ علاج اللہ تعالےٰ نے خود ہی ذکر فرما دیا کہ ہم خود ہی ان کا علاج ہیں۔ گویا وہ بقول حضرت امیر خسرو ؎

از سر بالین من برخیز اے ناداں طبیب
دردمند عشق را دارو بجز دیدار نیست

حضرت میر صاحب جیسے عاشق وجہ اللہ کا علاج اللہ تعالےٰ کا دیدار اور وصال ہی ہو سکتا تھا۔ جو بالآخر آپ کو حسب پسند خاطر نصیب ہو گیا۔ رزقنا اللہ ما رزقہ عشقاً و وصلاً آمین۔

سٹرلنگ قرضہ اور برطانیہ

(از مکرم ملک فیض الرحمٰن صاحب فیضی ایم اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج قادیان)

زمانۂ جنگ میں اپنے بڑے بڑے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے برطانیہ مختلف اتحادی ممالک سے جن میں ہندوستان بھی شامل ہے۔ اُدھار کے طور پر اپنی ضرورت کی اشیاء خریدتا رہا ہے۔ چنانچہ جنگ کے زمانہ میں تو انگریز قوم کسی نہ کسی طرح اپنے اقتصادی نظام کو چلانے میں کامیاب ہو گئی۔ مگر ختم جنگ کے بعد سے جس تلخ حقیقت کا سامنا کرنا پڑا وہ یہ تھی کہ تمام اقوام عالم میں ایک قرضدار ملک کی حیثیت تھی۔ جنگ کے اختتام پر برطانیہ کے ذمہ قریباً ۳۵۰۰ کروڑ پونڈ کی ایک بھاری رقم بطور قرض کے جمع ہو گئی۔ جس میں سے ۱۵۰۰ کروڑ پونڈ ہندوستان کا قرضہ اس کے ذمہ تھا۔ جس کا مطلب سوائے اس کے آئندہ آنے والے سالوں میں اہل برطانیہ کے لئے مشکلات اور پریشانیوں کے سامنا کے اور کچھ نہ تھا۔ کیونکہ جب تک بالعموم کے رستہ سے موجودہ دور میں اپنی ضروریات کو اپنی آمد کے ذرائع سے کم نہ کر دیں۔ اس وقت تک اُن کے پاس سالانہ کسی رقم کے بچ جانے کا احتمال ایک ناممکن امر ہے۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اپنے اخراجات کو کم کرنا ایک قوم کے لئے مصائب اور تکالیف کے دروازے کھولنے والا ہے۔ مگر ناز و نعمت میں پرورش پانے والی انگریز قوم کے لئے سالہا سال تک مشکلوں اور صعوبتوں کا برداشت کرتے چلے جانا بہت مشکل ہے۔ چنانچہ بجائے اس کے کہ انگریز قوم اپنے اقتصادی نظام کی بنیادیں ایسے طریق پر استوار کرتی۔ کہ اس کے لئے مختلف ممالک کا قرض ادا کرنا آسان ہو جاتا۔ اس نے اس طریق پر سوچنا شروع کر دیا کہ کیوں نہ اس کی ادائیگی سے ہی انکار کر دیا جائے۔ چنانچہ اس ضمن میں ان کی توجہ کا اول مرکز جو بنا ہے۔ تو بدقسمتی سے وہ ہمارا ملک ہندوستان ہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ جنگ کے اختتام پر برطانیہ کے ذمہ ہندوستان کا تقریباً ۱۵۰۰ کروڑ پونڈ قرض تھا جس کے متعلق ہندوستان کے اقتصادیات کے ماہرین کا

ابتداً میں یہی یہ خیال تھا۔ کہ اتنی بھاری رقم آئندہ ہندوستان کی خوشحالی کی سکیموں میں بہت حد تک ممد و معاون ہو سکے گی۔ چنانچہ اقتصادی لحاظ سے دنیا کے تمام ممالک میں پست ملک کی اقتصادی ترقی کے لئے جنگ کے دوران میں جو مختلف سکیمیں وضع کی گئیں ان میں اس امر پر خاص زور دیا گیا۔ کہ ہندوستان کو اپنی اقتصادی حالت بہتر بنانے کے لئے جنگ کے بعد جن سکیموں پر عمل کرنا ہوگا۔ ان کو کامیاب طور پر کامیاب بنانے کے لئے ہندوستان کو بہت بڑے سرمائے کی ضرورت ہوگی۔ جس ضرورت کے ایک حصہ کو، ابتدائی پانچ سالوں میں پورا کرنے کے لئے ہندوستان کو بہرحال یہی سٹرلنگ قرضہ استعمال کرنا پڑے گا۔ اور یہ امر ماہرین اقتصادیات کی طرف سے ہی نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے سیاسی لیڈروں کی طرف سے بھی بار بار پیش ہوتا رہا۔ کہ ہندوستان اختتام جنگ پر اس قرضہ کی ادائیگی کا بہت حاجتمند ہوگا۔ اور وہ اس قرضہ کی ادائیگی میں تاخیر یا کسی قسم کے لیت و لعل کو ہرگز برداشت نہیں کر سکے گا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ابھی تک حکومت برطانیہ کی طرف سے اس بارہ میں کوئی سرکاری اعلان نہیں ہوا۔ البتہ مختلف غیر سرکاری مگر معتبر ذرائع سے اس بات کا بار بار اعلان کرایا جا رہا ہے۔ کہ ہندوستان کو یہ قرضہ کلی یا اس کا ایک حصہ معاف کر دینا چاہیئے۔ چنانچہ لنڈن سے شائع ہونے والے مشہور ہفتہ وار اقتصادی رسالہ "اکانومسٹ" نے بھی وقتاً فوقتاً اسی امر پر زور دیا ہے۔ اور اب تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ ۳۰ جولائی کو ایک کھلا مباحثہ لنڈن میں ہوا ہے۔ جس میں انگلستان کی طرف سے مشہور پروفیسر ڈاکٹر آر۔ ایف ہیرڈ نے (جو آکسفورڈ یونیورسٹی کے ماہر اقتصادیات ہیں) تقریر کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ سٹرلنگ کے قرضہ میں سے ایک پائی بھی انگلستان ادا نہیں کر سکتا۔ اور انہوں نے حکومت برطانیہ

کو بھی یہی مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ ہندوستان کو صاف جواب دیدیں۔ کہ ہم آپ کو ایک پینی (Penny) بھی ادا نہیں کر سکتے۔ اس مجلس میں علاوہ دیگر مشہور و معروف لوگوں کے لارڈ پیتھک لارنس اور لارڈ چارلے بھی موجود تھے۔

ڈاکٹر ہیرڈ نے اپنے خیال کے حق میں دلائل دیتے ہوئے جو امور پیش کئے ہیں۔ اُن کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ انگلستان تیس کروڑ کے قریب رقم کی مالیت کا مال ہندوستان کو جنگ کے بعد بھجوا چکا ہے۔ اور یہ رقم کوئی معمولی نہیں۔ اس لئے اب بقایا رقم کی وصولی سے انکار کر دینا چاہیئے۔ دوسرا انگلستان کا ہر کس و ناکس اس قرضے کی واپسی کے خلاف ہے۔ تیسرے جنگ کے دوران میں انگلستان کا کل جنگ پر خرچ ۲۵۰۰ کروڑ ہوا ہے۔ اور ہندوستان کا ۲۵۰ کروڑ حالانکہ ہندوستان کی آبادی انگلستان سے آٹھ گنا زیادہ ہے۔ اس لحاظ سے چونکہ جنگ کا زیادہ بوجھ انگلستان نے برداشت کیا ہے۔ اس لئے ہندوستان کو یہ قرضہ ادا نہیں کرنا چاہیئے وغیرہ۔

ڈاکٹر ہیرڈ کی پہلی اور دوسری دلیل کے متعلق تو آدمی سوائے اس کے اور کچھ نہیں لکھ سکتا۔ کہ تقسیم پنجاب کے بعد سکھوں کی طرف سے مزید علاقے کے مطالبے کے حق میں جس قسم کے دلائل پیش ہوتے رہے ہیں۔ یہ دونوں دلیلیں بھی انہیں کی ہمزاد ہیں۔ بھلا قرضے کے ایک حصہ کی واپسی بقیہ کی عدم ادائیگی کا پیش خیمہ کس طرح بن گئی۔ اور انگلستان کے ہر کس و ناکس کے متعلق یہ کس طرح معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اس قرضہ کی ادائیگی کے خلاف ہے۔ ہمارا خیال تو یہ ہے۔ کہ انگلستان کے عوام کو تو سٹرلنگ قرضے کی تفصیلات کا علم ہی نہیں ہوگا۔ عوام ایسی باتوں سے ہمیشہ بے بہرہ ہوتے ہیں۔ یہ تو دراصل لیڈروں کی اپنی اخلاقی حالت پر منحصر ہوتا ہے۔ کہ وہ ایسے امور میں عوام کی رہنمائی کریں۔ چنانچہ ہندوستان کی طرف سے ڈاکٹر پی۔ ایس لوکاناتھن ایڈیٹر "ایسٹرن اکانومسٹ" نے اپنے جواب میں جن امور کا ذکر کیا ہے۔ اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس قرض کی ادائیگی برطانیہ کا ایک اخلاقی

فرض ہے۔ جو اسے بالضرور طور پر ادا کرنا چاہیئے۔

تیسری دلیل بظاہر بہت معقول نظر آتی ہے مگر درحقیقت یہ بہت بودی۔ اگر تھوڑی آبادی نے ہندوستان کی زیادہ آبادی کے مقابلہ میں جنگ پر زیادہ روپیہ خرچ کیا ہے تو یہ اس کا کسی ملک پر احسان نہیں ہے۔ انگلستان نے اپنی قوم کی حفاظت اور بقا کے لئے اگر کوئی قربانی کی ہے۔ تو اس کو پیش کر کے ہندوستان کے قرضہ کو ہضم کر جانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ اور اگر غور کیا جائے تو حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ہندوستان نے برٹش امپیریلزم کے قیام کے لئے مال و جان سے انگلستان کی مدد کی۔ اور ایسے نازک وقت میں کی جب کہ انگریز قوم کو جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ مگر اب اس نازک حالت کے گزر جانے پر انگریز اپنے محسن کو آنکھیں دکھائیں تو بھلے معلوم نہیں ہوتے۔ اس احسان کا بدلہ اگر وہ کسی اور طریق پر نہیں اُتار سکتے۔ تو کم از کم تکلیف کے وقت جو ہندوستان سے قرض لیا تھا وہ تو واپس کر دیں۔

اس کے علاوہ ایک اور امر بھی قابل غور ہے۔ کہ ہندوستان ایک غریب ملک ہے۔ اس کے مقابل پر انگریز ایک بہت ہی سرمایہ دار قوم ہے۔ ایک امیر قوم کا اپنی حفاظت کی خاطر ایک غریب قوم کے مقابلہ پر (جو دوسرے کی حفاظت کے لئے روپیہ خرچ کرے) زیادہ خرچ کر دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ کیونکہ ایک لاکھ روپیہ ماہوار کمانے والا شخص اگر ایک ہزار روپیہ چندہ دیدے۔ تو اس پر چندے کا بوجھ بہت کم ہوگا بہ نسبت اُس آدمی کے کہ جس کی ماہوار آمد دس پندرہ روپیہ ہو۔ اور اُسے دو پائی روپیہ چندہ دینا پڑ جائے۔ اور وہ بھی اس کی اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ کسی دوسرے سرمایہ دار کی سرداری کے قیام کے لئے۔ پس اس لحاظ سے بھی یہ دلیل نہایت بودی اور بے حقیقت ہے۔

آخر میں جس امر کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ بھی بہت ہی مضحکہ خیز ہے۔ آج تک کسی سرمایہ دار کو کسی قلاش سے بھیک مانگتے نہیں دیکھا۔ مگر دنیا کی سیاست میں ایسا ہونا بھی کوئی عجیب نہیں۔ انگلستان اور امریکہ دنیا کے سب سے بڑے سرمایہ دار ممالک ہیں اور ہندوستان ان ممالک میں سے ہے جو مفلسوں کی صف میں کھڑا ہوتا ہے۔ مگر چیرت

پر حیرت اور تعجب پر تعجب آتا ہے۔ من و نمائے ترنگ پر کہ وہ مانگے اور بھوکے ہندوستان سے پھر بھی بھیک مانگنے سے ذرا نہیں ہچکچاتے چاہیئے۔ کہ وہ ہندوستان کی اقتصادی ترقی کے لئے بطور امداد کچھ دینے کے لئے تیار ہوں۔ مگر وہ اس حق سے بھی ہندوستان کو محروم کر دینا چاہتے ہیں۔ جو ان کو اخلاقی لحاظ سے اور سیاسی اقتدار سے بھی بہر حال ہندوستان کو دینا چاہیئے ہندوستان کی بڑھتی ہوئی آبادی اس بات کی محتاج ہے کہ یہاں ایک نظام کے ماتحت اقتصادی نظام کو ایسی بنیادوں پر قائم کیا جائے۔ کہ ہندوستان کے بھوکوں کو پیٹ بھر کر کھانا مل سکے۔ یہاں ننگوں کو کپڑا مل سکے۔ اور بے گھر و بے خانماں افراد کو رہنے کے لئے گھر اور بیماریوں کے ساتھ کتوں کی طرح مرنے والی مخلوق کو پوری پوری طبی امداد بہم پہنچائی جائے۔ اس کے لئے ملک کی موجودہ زراعتی حالت کو بدل کر اس کے پہلو بہ پہلو کارخانوں کا ایک جال بچھانا پڑے گا۔ اور وہ خام اشیاء جو آج بیرونی ملک کے کارخانوں میں استعمال ہوتی ہیں۔ اگر ہندوستان بھی کارخانوں کا مرکز بن جائے۔ تو یہاں بھی استعمال ہو کر لاکھوں بیروزگاروں کے لئے ملازمت کے مواقع بہم پہنچانے کا موجب بن سکیں۔ اور ہندوستان کی بڑھتی ہوئی آبادی کا بڑھتا ہوا بار کم ہو کر زمینداروں کی خوشحالی کا بھی موجب ہو۔ مگر کارخانوں کو چلانے کیلئے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اور وہ سرمایہ ہمارے پاس نہیں۔ یہی سٹرلنگ قرضہ اگر ادھار کی صورت میں یعنی مشینری کی صورت میں ہندوستان کو واپس کر دیا جائے

تو ہندوستان تھوڑے ہی عرصہ میں دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں شمار ہو سکتا ہے۔ غربت کا قلع قمع ہو کر یہاں کے لوگ بھی مہذب ممالک کی صف میں کھڑے ہو سکتے ہیں۔ ورنہ دوسری صورت میں اگر ہندوستان کو اس کا حق واپس نہ دیا گیا۔ تو اس کی غربت اگر بیشتر نہ ہو گی تو اقتصادی بدحالی کی ذمہ داری انگلستان پر ہو گی اس کے علاوہ جو امر موجودہ حالات میں قابل غور اور بہت ضروری ہے۔ وہ ہندوستان کا سالانہ دس کروڑ روپیہ کا خسارہ ہے۔ جو اسے اپنے بڑھتے ہوئے اخراجات کی بناء پر برداشت کرنا پڑ رہا ہے چنانچہ ملک میں خوراک کی کمی کی وجہ سے دوسرے ممالک سے جو امداد لی جا رہی ہے ۱۰ سالانہ خسارہ کے پیش نظر امداد کا حاصل کرنا ہندوستان کیلئے بہت مشکل ہو جائیگا بیرونی ممالک سے جو گندم وغیرہ منگوائی جا رہی ہے اسکی قیمت کی ادائیگی موجودہ حالات میں ہندوستان کیلئے بالکل ناممکن ہے پس اگر سٹرلنگ قرضہ روک دیا جائے۔ تو ہندوستان کے لوگوں کے لئے بھوکوں مرنے کے امکانات بہت قوی ہیں۔ کہ اتنا بھاری قدم اٹھا کر برطانیہ دنیا کے ممالک میں کبھی بھی عزت کا مقام حاصل نہیں کر سکے گا پس ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ انگلستان کے ذمہ دار حکام اور مدبر اس معاملہ کو یونہی سرسری نظر سے نہ دیکھیں بلکہ یہ چالیس کروڑ نفوس کیلئے زندگی اور موت کا سوال ہے۔ ہندوستان جیسے وسیع براعظم کا مستقبل ایک حد تک اس قرضہ کے ساتھ وابستہ بھی ہے اس لئے امید کی جا سکتی ہے۔ کہ اب جب کہ ہندوستان آزاد ہو رہا ہے آئندہ کیلئے ہندوستان کے دوستانہ تعلقات کے حصول کیلئے بھی برطانیہ ایسا قدم ہرگز نہیں اٹھائیگا

آفتاب صداقت کی چمک ”مغرب“ میں

ہالینڈ میں نئے مشن کا قیام

(از مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب از ہالینڈ)

کچھ عرصہ ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس ظلمات کی دنیا میں نیّر صداقت کا طلوع ہوا۔ آہستہ آہستہ اس کی ضیاء بار کرنیں اس کے بلند ہونے کے ساتھ ساتھ دور و نزدیک پھیلنا شروع ہوئیں۔ تاریکی کے فرزندوں نے اس نور کو بجھانے کی انتہائی کوشش کی مگر الٰہی نوشتے ہمیشہ پورے ہو کر رہا کرتے ہیں۔ اور ان کی کامیابی کے راستہ میں کوئی طاقت بھی حائل نہیں ہو سکتی۔ آج اسی نور کی چمک اکناف عالم میں نہایت سرعت کے ساتھ پھیل رہی ہے۔ اور مشرق و مغرب کو روشن کر رہی ہے۔ اور وہ دن دور نہیں جب کل دنیا اس نور سے منور ہو جائیگی بارگاہ الٰہی میں خدمتگذاروں کی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ اور نہ اُسے اپنے امور کو تکمیل دینے کے لئے ظاہری سامانوں کی احتیاج ہے۔ مگر یہ سراسر اس کی بندہ پروری اور کرم ہے۔ کہ اس نے میرے جیسے گنہگار کو بھی اس خدمت کے لئے اپنی عنایت کا مورد کر لیا میں اس موقعہ پر اس خدا کا جس قدر بھی شکر ادا کروں کم ہے ؂

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگاہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمتگذار

خدا کے بندے بھی خدائی صفات کے مظہر ہوتے ہیں۔ میرے پیارے آقا! حضرت امیر المومنین اطال اللہ بقاءہ و اطلع شموس طالعہ کی ذرہ نوازیوں کا سلسلہ بھی کم وسیع نہیں۔ ان کی نوازشات کے سامنے بھی سر خم ہے۔ اور نگاہیں نیچی۔ اب یہی ایک آرزو ہے۔ کہ خدا آپ کے منشاء مبارک کو باحسن وجوہ عمل میں لانے کی توفیق عطا فرما دے۔ آمین۔ فتح و ظفر تو آخر سچائی ہی کی ہوگی مگر کیا خوب کہ ہم بھی لہو لگا کر شہیدوں میں داخل ہو جائیں۔

ہالینڈ کی سرزمین پر قدم رکھے آج پورے ۱۸ روز گذر گئے۔ یکم جولائی کو میں لندن سے روانہ ہوا تھا۔ اور ۲ کو دوپہر کے وقت ہیگ میں پہنچا۔ خدا کے فضل سے کوئی خاص تکلیف دوران سفر یا ہیگ پہنچ کر پیش نہیں آئی مسٹر کاخ ہمارے ڈچ احمدی ہیگ مجھے اسٹیشن پر ہی مل گئے۔ اور اس طرح زبان نہ جاننے کی وجہ سے جو دقت پیش آ سکتی تھی اُس سے بھی نجات مل گئی مسٹر کاخ اپنی تعلیمی رخصتیں گذارنے کے لئے آج کل لنڈن سے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ اور ایمسٹرڈم کے پاس ایک جگہ Baan میں اپنے والدین کے پاس مقیم ہیں بعض ابتدائی مراحل میں آپ نے میری کافی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہتر جزا عطا فرما وے۔

میرے یہاں آنے کی خبر ایک روز پہلے یہاں کے اخبارات میں شائع ہو چکی تھی یکم جولائی کے دو اخبارات (Haagch Dagblad جو ہیگ سے شائع ہوتا ہے اور Leidch Dagblad جو لائیڈن سے شائع ہوتا ہے) کے پرچے مل سکے ہیں جن میں تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ خبریں دی گئی تھی۔

”ہالینڈ میں اسلامی مشن“

”کل صبح ایچ۔ ایس دی ہیگ اسٹیشن پر جماعت احمدیہ کی طرف سے ایک مبلغ ہالینڈ میں اسلامی مشن کے قیام کے لئے پہنچ رہے ہیں۔ اس مشن کا مقصود مسلمانوں کی مذہبی اور روحانی حالت کی نگہداشت ہے۔ نیز ڈچ لوگوں میں اسلام کی اشاعت بھی اس کا مطمح نظر ہے۔ مشن کے ہیڈ کا نام مسٹر کیو۔ یو۔ حافظ ہے۔ اس عالمگیر جماعت کا ہیڈ کوارٹر قادیان پنجاب انڈیا ہے۔ یورپ کے مشنوں کیلئے لندن کا مشن مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے علاوہ دیگر یورپین ممالک فرانس سپین۔ اٹلی اور سوئٹزرلینڈ میں بھی اس کے مشن کام کر رہے ہیں۔“

ہیگ کے اخبار نے آخر پر میرا ایڈریس بھی دیا Column Busstraat 237 ہیگ اسٹیشن پر نیوز ایجنسی کے ایک نامہ نگار نے انٹرویو لیا۔ جس کے بعد اخبارات میں میرے پہنچ جانے کی خبر شائع ہوئی۔ دو اہم اخبارات کے نام یہ ہیں۔ Haagche Courant ہیگ سے شائع ہوتا ہے اور Algemeen Handelsblad ایمسٹرڈم سے

ہالینڈ پہنچ کر ابتدائی مصروفیات سے فارغ ہو کر پہلا کام ڈچ زبان کیلئے کسی مناسب ٹیوشن کی تلاش تھی۔ جس کے حصول میں خدا کے فضل سے کامیابی ہوئی لائیڈن میں ایک قابل دوست اس غرض کیلئے مل گئے اور اُن سے پڑھائی شروع کر دی

لائیڈن یونیورسٹی خصوصاً مشرقی علوم کی وجہ سے خاص شہرت رکھتی ہے۔ ہیگ سے کوئی نیند رہ میل کے فاصلہ پر۔ اس یونیورسٹی کے ایک مشہور مستشرق پروفیسر کرامر سے بھی ملنے کا موقعہ ملا مسٹر کاخ اس ملاقات میں میرے ہمراہ تھے۔ پروفیسر کرامر بہت اچھی طرح پیش آئے انہیں جماعت احمدیہ کی مساعی سے پہلے بھی کسیقدر آگاہی تھی اس کے علاوہ لائیڈن میں بعض مسلم طلبہ سے تعارف ہوا۔ ان کی خواہش پر ایک دفعہ انہیں نماز جمعہ بھی پڑھائی۔ اس کے بعد کالج میں رخصتیں شروع ہو گئیں

ایمسٹرڈم سے ایک ڈچ دوست فان بیک (van Beek) کا خط آیا۔ کہ وہ مجھ سے ملنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ آپ صوفی انجمن کے ایک سرگرم رکن ہیں۔ اور اسی تحریک سے متعلقہ ایک رسالہ Soefi Beweging in Nederland کے ایڈیٹر بھی ہیں۔ اُن سے وقت مقرر کر کے ہیگ کے قریب ایک قصبہ میں ملاقات کی۔ ایک گھنٹہ تک مختلف مسائل پر گفتگو ہوتی رہی میں نے اُن کے انوکھے خود ساختہ صوفی ازم کے متعلق بعض سوالات اُن سے کئے۔ جن کے جوابات سے وہ بالکل عاجز آ گئے۔ آخر پر انہوں نے کہا کہ اگر آپ اجازت دیں تو آئندہ اشاعت میں آپ کے متعلق تعارفی رنگ میں کچھ شائع کر دیا جائے۔

اس صوفی ازم کی پالیسی ”صلح کل“ پالیسی ہے تمام مذاہب کو سچا مانتے ہیں عبادت کرتے وقت بڑے بڑے مذاہب کی نمائندہ کے طور پر مشعلیں اور کتب مقدسہ سامنے رکھتے ہیں مسٹر فان بیک نے بتایا کہ ہالینڈ میں قریباً ایک ہزار کے قریب لوگ ان کے اس خیال سے دلچسپی رکھنے والے ہیں:-

اس کے علاوہ ۲ دوست اور بھی اخبار سے خبر دیکھکر ملنے کے لئے آئے۔ اور مجھ سے اپنی ہمدردی اور اسلام سے دلچسپی کا اظہار کیا۔ ایک خط آج بھی ایک دوست کا مشرقی ہالینڈ سے آیا ہے اور ملنے کی خواہش ظاہر کی ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا میں مسلمان ہوا ہوں مگر بعض لوگوں کے اعتراضات کا جواب میں نہیں دے سکتا۔ اور اسی سلسلہ میں آئندہ ہفتہ آپ سے ملنے کے لئے آرہا ہوں۔

انڈونیشین کی ۲ سوسائیٹیز کے لیڈروں سے بھی ملنے کا اتفاق ہوا۔ ہیگ میں خصوصاً انڈونیشین کافی تعداد میں موجود ہیں۔ مگر مذہبی لحاظ سے ان کی کوئی خاص تنظیم نہیں۔ اور نہ مسلمانوں کے لئے کوئی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

اس جگہ اپنے ایک ڈچ دوست مسٹر کوپی (جنکا اسلامی نام عبدالرحمٰن المہدی ہے) کا ذکر بھی بے جا نہ ہوگا۔ انہوں نے بعض امور میں خاص طور پر میری مدد کی ہے۔ آپ اسلامی ممالک میں رہنے کی وجہ سے عربی خوب بول سکتے ہیں۔ علوی خیالات کی طرف کچھ میلان ہے۔ احمدیت سے کافی حد تک واقف ہیں اور ایک حد تک مائل بھی۔ احباب ان کی ہدایت کے لئے دعا فرماویں

آخر پر احباب جماعت سے اپنے ہالینڈ مشن کی کامیابی کے لئے خاص طور پر دعا کی درخواست کرتا ہوں کہ ہمارے تمام امور کا پہلا اور آخری سہارا محض خدا کی ذات ہے قسمت والوں کو قادیان کی مقدس سرزمین میں رمضان المبارک کا مہینہ میسر ہوگا۔ انکی خدمت میں خاص طور پر دعا کے لئے گذارش ہے۔

گر قبول افتد

رباعیات خیام

عمر خیام کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ کوئی اسے دہریہ ملحد سمجھتا ہے۔ اور کوئی فلسفی یا تصوف میں اعلیٰ پایہ رکھنے والا۔ مجھے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اس کی دو رباعیاں میری نظر سے گذری ہیں۔ ایک رباعی یہ ہے

(لپسینہ)

ساقی مئے ناز عارض پُر خوئے تست
چشمت نہ رسد کہ چشم ہا در پے تست
سرچشمۂ فیض۔ جز لب لعل تو نیست
صد خضر و مسیح۔ جرعہ نوش مئے تست

اردو ترجمہ ملاحظہ ہو۔

ساقی ترے عارض کا عرق مئے ہے مری
بیکا ہو نہ بال۔ تجھ پہ آنکھیں ہیں لگی
کیا فیض کا چشمہ ہیں لب لعل ترے
سو خضر و مسیح مست ہیں پئے سے تری

میں نہیں کہ سکتا کہ خیام نے کس کو مد نظر رکھ کر یہ رباعی کہی۔ میں نے تو حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اور قرآن مجید کا تصور رکھتے ہوئے اسے کئی بار پڑھا ہے۔ دوسری رباعی ملاحظہ ہو۔

ساقی دل من کہ شادی از غم نشناخت
جزم جام مئے۔ از نعیم عالم۔ نشناخت
مے وہ کہ دم صبوح جاں بخش دم الست
کس غیر مسیح قدر ایں دم نشناخت

اردو ترجمہ یوں ہے

ساقی مجھے کب ہے شادی و غم کی شناخت
جز مے ہے کسے نعیم عالم کی شناخت
لا جلد صبوحی کہ یہ دم ہے جاں بخش
عیسیٰ کے سوا کسے ہے اس دم کی شناخت

یہ رباعی میں حضرت مسیح موعود اور ان کے عشق تو ریح و فہم و تفہیم پر صادق پاتا ہوں۔

صبوحی سے مراد قرآن الفجر۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست (اکمل عفا اللہ عنہ)

زکوٰۃ کی وصولی کے لئے ماہ رمضان کی تعین

نظارت بیت المال کی طرف سے ۲۵ جنوری ۱۹۴۷ء کے روزنامہ الفضل میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے استصواب کرنے کے بعد اعلان کیا گیا تھا۔ کہ زکوٰۃ کی وصولی کے لئے رمضان المبارک کا مہینہ مقرر کیا گیا ہے اور مقامی جماعت ہائے احمدیہ کے سیکرٹریان مال سے استدعا کی گئی تھی کہ وہ اس ماہ میں تمام صاحب نصاب احباب کی فہرستیں اور رقم زکوٰۃ واجب الادا نظارت بیت المال میں بھجوائیں۔

اب بذریعہ اعلان ہذا سیکرٹریان مال کو خصوصاً متوجہ کیا جاتا ہے۔ کہ صاحب نصاب احباب کی فہرست بھجوانے اور وصولی زکوٰۃ کے بارہ میں سعی بلیغ فرمائیں۔

(نظارت بیت المال)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ ورنہ تعمیل نہ ہوسکیگی۔ مینیجر

پنجاب میں چار نئے قوانین کا نفاذ

بم بنانے اور چلانے کیلئے سزائے موت

لاہور ۴ اگست گورنر پنجاب نے چار نئے قانون نافذ کرنے کا حکم دیا ہے۔ پہلے قانون کی رو سے بم بنانے بم رکھنے اور اسے چلانے والوں کو موت کی سزا دی جائے گی دوسرے قانون کے ذریعے حکومت بغیر کسی نوٹس کے جس عمارت پر چاہے قبضہ کر لیا کرے گی۔ اس قانون کو اس غرض سے نافذ کیا گیا ہے تاکہ مشرقی اور مغربی پنجاب کی نئی حکومتوں کے لئے عمارات حاصل کی جاسکیں۔

تیسرے قانون کی رو سے ان لوگوں کی اراضی کا تحفظ کیا جائے گا جنہیں فسادات میں نقصان پہنچایا گیا ہے۔ اور جو مفقود الخبر ہیں۔ یہ قانون سب سے پہلے ضلع گوڑگانواں میں نافذ ہوگا۔ بوقت ضرورت دیگر علاقوں میں بھی نافذ کر دیا جائے گا۔

چوتھے قانون کے ذریعے فسادات کے مقدمات کی فوری سماعت کرنے کے لئے ہنگامی عدالتیں قائم کی جاسکیں گی۔

پنجاب کے بارہ اضلاع میں فوج متعین کردی گئی

جنرل ریس کا بیان

لاہور ۴ اگست پنجاب باؤنڈری فورس (جو پنجاب کے بارہ متنازعہ فیہ اضلاع میں مقرر ہوئی ہے) کے انچیف جنرل ریس نے ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ یہ ایک غیر جانبدار فوج ہے۔ جسے عارضی طور پر بلایا گیا ہے۔ یہ فورس سول افسروں کی مدد کیلئے متعین کی گئی ہے۔ اس کا کام امن اور قانون کو بحال رکھنا ہے۔ اس کے بڑے بڑے فوجی افسروں میں بریگیڈیر محمد ایوب خاں پاکستان کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور بریگیڈیر ڈگمبر سنگھ انڈیا کے نمائندہ ہیں۔ میجر جنرل ریس نے اس فورس کی وفاداری، غیر جانبداری اور تنظیم کا یقین دلاتے ہوئے پنجاب کے سول افسروں اور عوام سے اپیل کی کہ وہ بھی بلا امتیاز مذہب وملت امن اور قانون کی بحالی کی خاطر ان سے تعاون کریں۔ آپ نے کہا مجھے توقع ہے کہ اس فورس کو استعمال کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ تاہم اگر کسی نے ہماری مزاحمت کی اور ہمارے کام میں روک ڈالنے کی کوشش کی تو ہم پوری طاقت سے کام لیں گے۔

مسٹر جناح کو ۳۱ توپوں کی سلامی دیجائیگی

۱۵ اگست کو قیام پاکستان کا دن کس طرح منایا جائیگا؟

کراچی ۴ اگست معلوم ہوا ہے کہ مسٹر محمد علی جناح ۱۵ اگست کو جمعۃ الوداع کے دن صبح ۹ بجے حلف وفاداری اٹھائیں گے۔ اس کے بعد مسٹر لیاقت علی خاں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نئے وزراء کی فہرست پیش کریں گے۔ اور وزراء حلف وفاداری اٹھائیں گے۔ شام کے وقت پولو گراؤنڈ میں بحری بری اور فضائی فوج کی پریڈ ہوگی۔ اور مسٹر جناح کو ۳۱ توپوں کی سلامی دی جائے گی۔ مسٹر جناح ۷ اگست کو مسوری پور کے ہوائی اڈے پر اتریں گے۔ جہاں پر گورنر سندھ اور پاکستان گورنمنٹ کے فوجی اور شہری اعلیٰ احکام آپ کا خیر مقدم کریں گے۔ ۱۷ اگست کو بلدیہ کراچی کی طرف سے آپ کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کیا جائیگا۔

معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جناح کے ذاتی جھنڈے کا رنگ گہرا نیلا ہوگا۔ اس پر تاج بنا ہوگا۔ جس کے نیچے طلائی حروف میں پاکستان کا لفظ لکھا ہوگا۔ یہ پرچم مسٹر جناح کی رہائش گاہ (گورنمنٹ ہاؤس) اور آپ کی موٹر کار پر لگایا جائے گا۔ ۱۵ اگست کی رات کو پرچم کشائی کی رسم ادا کی جائے گی۔

پاکستان میرا وطن ہے

ملک خضر حیات خاں کا بیان

لاہور ۴ اگست ملک سر خضر حیات خاں نے ایک بیان میں کہا میرے متعلق یہ کہنا غلط ہے کہ میں پاکستان کے مستقبل سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ میرا گھر پاکستان میں ہے اور میں اپنے گھر کے مستقبل کو بہتر بنانے میں پورا پورا حصہ لوں گا۔

مغربی پنجاب کی لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر

خان آف ممدوٹ

لاہور ۵ اگست آج مغربی پنجاب کے مسلم لیگی ممبران اسمبلی نے بلا مقابلہ خان افتخار حسین خاں آف ممدوٹ کو اپنا لیڈر منتخب کر لیا ہے۔ مشرقی پنجاب میں لیگ پارٹی کے لیڈر چوہدری محمد حسین منتخب ہوئے ہیں۔

کیا روزانہ اخبارات کے کاغذ سے کنٹرول ہٹ جائے گا؟

نئی دہلی ۴ اگست حکومت ہند نے ۲۵ جولائی کو اعلان کیا تھا کہ اخبارات کو ۱۵ اگست سے پیپر کنٹرول آرڈر سے مستثنیٰ قرار دیدیا جائے گا۔ موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ صرف روزانہ اخبارات کے کاغذ پر سے کنٹرول ہٹایا جائیگا لیکن انہیں بھی آرٹ پیپر کے استعمال کی پابندیوں پر عمل کرنا ہوگا۔

حد بندی کمیشن کے صدر شملہ میں

شملہ ۴ اگست پنجاب اور بنگال کے حد بندی کمیشنوں کے چیرمین سر سیرل ریڈ کلف کل شملہ پہنچ گئے۔ آپ یہاں پر پنجاب کے حد بندی کمیشن کے ارکان سے تبادلہ خیالات کریں گے۔

لنڈن اور برما میں پاکستانی نمائندے

کراچی ۴ اگست معلوم ہوا ہے کہ پاکستانی گورنمنٹ نے مسٹر حبیب رحمت اللہ کو جو بمبئی کے مشہور تاجر ہیں۔ لنڈن میں پہلا پاکستانی ہائی کمشنر مقرر کیا ہے۔ مرزا احمد رفیع (سابق شیر بلدیہ) کو برما میں حکومت پاکستان کا نمائندہ مقرر کیا جائے گا۔

سندھ ہندوستان کو اناج دیتا رہے گا

کراچی ۴ اگست سندھ کے رجسٹرار فوڈ کمشنر میجر جنرل آرنلڈ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت سندھ قیام پاکستان کے بعد بھی ہندوستان سے گندم چاول اور جو کے متعلق اپنے کئے گئے مواعید کو پورا کرے گی۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے کا جنرل منیجر

لاہور ۴ جولائی نارتھ ویسٹرن ریلوے کے پہلے ہندوستانی جنرل منیجر خان بہادر ایف۔ ایم خاں ڈائرکٹر ٹریفک بورڈ نے اپنے نئے عہدہ کا چارج لے لیا ہے۔

مارشل سمٹس ہندوستان سے گفت وشنید کرنے کیلئے تیار نہیں

نیویارک ۴ اگست اتحادی اقوام کی جنرل اسمبلی نے ایک گذشتہ قرارداد میں رنگ اور نسل کی بنا پر امتیازی برتاؤ کرنے کی مذمت کی تھی۔ اور ہندوستان اور جنوبی افریقہ سے کہا تھا کہ وہ باہمی گفت وشنید سے اپنے تنازعہ کو نپٹالیں۔

معلوم ہوا ہے کہ جنوبی افریقہ کے وزیر اعظم مارشل سمٹس نے اس قرارداد کے مطابق ہندوستان سے گفت وشنید کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

مشرقی بنگال کی لیگ اسمبلی پارٹی کے لیڈر

خواجہ ناظم الدین

کلکتہ ۵ اگست مشرقی بنگال کی لیگ اسمبلی پارٹی نے کثرت آراء سے خواجہ ناظم الدین کو اپنا لیڈر منتخب کر لیا ہے۔ خواجہ ناظم الدین کو ۷۵ اور مسٹر حسین شہید سہروردی کو ۳۹ ووٹ ملے۔ مسٹر شہید سہروردی کو مغربی بنگال کی لیگ پارٹی کا لیڈر بلا مقابلہ منتخب کر لیا گیا ہے۔